سلسلہ خطبہ 52
JAMIA ISLAMIA SALAFIA
خطبۂ جمعۃ المبارک
خطب رائٹر
ابوضیاء تنزیل عابد
مُدرس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا
عُنوان:
وعدہ کی پاسداری
عظیم لوگوں کا شیوہ
زیرِ اہتمام
شعبہ تبلیغ جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعدہ کی پاسداری: عظیم لوگوں کا شیوہ

اہم عناصر:

- وعدہ کی پاسداری کی اہمیت
- وعدہ وفا کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

- وعدہ وفا کرنا انبیاء کی صفت ہے

- وعدہ وفائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

- وعدہ خلافی کی مذمت

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم وَأَوۡفُوا بِالۡعَهۡدِ ۖ إِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡئُولًا [بنی اسرائیل:34]

ذی وقار سامعین!

اسلام ایک مکمل، کامل اور اکمل دین ہے جو عبادات کے ساتھ ساتھ اخلاقیات، معاشرتی انصاف، اور روزمرہ کے معاملات کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ اس میں انسان کے لئے ہدایت ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرے، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، اور معاشرتی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔

اسلام میں عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی اہمیت تو ہے ہی، ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنی زندگی میں ایمانداری، سچائی، عدل اور رحم دلی کو اپنائے۔ اسلامی تعلیمات میں یہ بات واضح ہے کہ ایک مومن کی پہچان اس کے اعمال اور اخلاق سے ہوتی ہے۔

معاشرتی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری ایفائے عہد یعنی وعدہ کی پاسداری بھی ہے ، وعدے کی پاسداری انسان کی اخلاقی اور سماجی زندگی میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو نہ صرف فرد کی شناخت بلکہ اس کے کردار کا بھی آئینہ دار ہوتا ہے۔ جب ہم کسی سے وعدہ کرتے ہیں، تو دراصل ہم اس کے ساتھ ایک عزم کرتے ہیں، جس کی بنیاد اعتماد اور وفاداری پر ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں بھی وعدے کی پاسداری کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن اور سنت میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مومن کی پہچان اس کی دیانتداری اور وعدوں کی تکمیل سے ہوتی ہے۔ وعدے کی خلاف ورزی نہ صرف ذاتی اعتبار کو متاثر کرتی ہے بلکہ یہ سماج میں عدم اعتماد کی فضا بھی پیدا کرتی ہے۔

وعدہ ایک ایسا عہد یا معاہدہ ہے جو کسی شخص کی طرف سے دوسرے شخص کے ساتھ کسی خاص کام یا فعل کو انجام دینے کا یقین دلانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ وعدہ میں عام طور پر یہ شامل ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی مخصوص وقت میں یا کسی مخصوص حالات میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے گا۔

آج کے خطبہ جمعہ میں ہم اللہ کے فضل و کرم سے وعدہ کی پاسداری کے حوالے سے بات کریں گے۔

وعدہ کی پاسداری کی اہمیت

وعدہ کی پاسداری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے کئی مقامات پر اہل ایمان کو خود (اللہ تعالیٰ) سے اور عام لوگوں سے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا ہے اور وعدہ پورا کرنے والوں کی تحسین فرمائی ہے:

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا

"اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر اس طریقے سے جو سب سے اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کا سوال ہو گا۔"[بنی اسرائیل:34]

❁ ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! عہد پورے کرو۔"[المائدہ:1]

❁ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ

"اور وہی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔"[المؤمنون:8]

❁ نیکی کے کاموں کی تفصیل بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا

"اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کریں۔"[البقرہ:177]

❁ اللہ تعالیٰ نے اولوا الالباب (اہلِ دانش) لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ

"جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو نہیں توڑتے۔"[الرعد:20]

❁ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

"اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ یہ ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"[الانعام:152]

❁ ارشاد ربانی ہے:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

”اور اللہ کا عہد پورا کرو جب آپس میں عہد کرو اور قسموں کو ان کے پختہ کرنے کے بعد مت توڑو، حالانکہ یقیناً تم نے اللہ کو اپنے آپ پر ضامن بنایا ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔“[النحل:91]

اسی طرح آقا علیہ السلام نے احادیث مبارکہ میں وعدہ پورا کرنے کی ترغیب دلائی ہے:

❁ حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ.

”مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، جب تم بات کرو تو سچ بولو، جب تم وعدہ کرو تو وفا کرو، جب امین بنایا جائے تو اسے ادا کرو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، آنکھیں نیچی رکھو اور ہاتھوں کو روکے رکھو، کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرو۔“[مسند احمد:22757 حسن لغیرہ]

وعدہ وفا کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

وعدہ پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی عظیم صفت ہے، قرآن مجید کے چند مقامات پیش خدمت ہیں:

❁ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

”بے شک اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“[آل عمران:9]

❁ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

”اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“[الروم:6]

❁ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ

”اور اللہ سے زیادہ اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟“[التوبہ:111]

رَبَّنَا وَ آتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ

"اے ہمارے رب! اور ہمیں عطا فرما جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔"

[آل عمران:194]

وعدہ وفا کرنا انبیاء کی صفت ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ وعدہ کے سچے تھے:

1۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے تذکرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ

"کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں بیان ہوئی جس نے حق ادا کر دیا۔"[النجم:37]

یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکام کی تبلیغ کی جو ذمہ داری ان پر ڈالی گئی تھی، اسے انہوں نے بکمال پورا کیا، اور اسی عہد ووفا کا نتیجہ تھا، کہ باپ کی تمام تر سختیوں کے باوصف جو اس سے فرمایا:

سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ

"میں تیرے لئے اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا۔"[مریم:35]

اس بات کو اس کی زندگی بھر پورا کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِأَبِيْهِ اِلاَّ عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّ اَمِنْهُ

"اور جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعا مانگی تھی تو یہ محض ایک وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا، پھر جب ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہو گیا کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔"[التوبہ:114]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسب وعدہ باپ کے لئے دعا کی جیسا کہ [الشعراء :٨٦] میں بھی ذکر ہے مگر یہ اس وقت تک تھا جب انہیں امید تھی کہ ان کا باپ شرک سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے گا، مگر جب وہ اس سے مایوس ہو گئے اور وہ کفر کی حالت میں فوت ہو گیا تو اس سے براءت کا اعلان فرما دیا، زندگی میں تو امید رہتی ہے کہ شاید توفیق ہدایت ہو جائے اس لئے باپ کی ہدایت و مغفرت کی دعا کرتے رہے، لیکن موت کے بعد اس کی امید نہ رہی تو دعا بھی چھوڑ دی۔[فلاح کی راہیں: ص165]

2۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام:

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا

"اور کتاب میں اسماعیل کا ذکر کر، یقیناً وہ وعدے کا سچا تھا اور ایسا رسول جو نبی تھا۔"[مریم:54]

دوسرے اوصاف کے ساتھ ساتھ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا ایک یہ وصف بھی تھا کہ وہ وعدے کے سچے تھے، جو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں صبر کروں گا، وہ وعدہ انہوں نے پورا کر دکھایا، فضیلۃ الشیخ مولانا عبد السلام بھٹوی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں؛

گو تمام انبیاء وعدے کے سچے ہوتے ہیں مگر اسماعیل علیہ السلام میں یہ صفت خاص طور پر پائی جاتی تھی۔ سب سے پہلے تو ان میں یہ وصف تھا کہ وہ وعدے کے ساتھ "ان شاء اللہ" کہہ لیا کرتے تھے، جیسا کہ انھوں نے والد سے وعدہ کرتے وقت کہا تھا؛

سَتَجِدُنِيٓ إِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيۡنَ

"اگر اللہ نے چاہا تو تُو ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔" [الصافات:102]

پھر یہ وعدے کی سچائی ہی تھی کہ انھوں نے اپنے والد سے وعدہ کیا کہ ذبح ہوتے وقت صبر کروں گا، پھر بے دھڑک چھری کے نیچے لیٹ گئے اور اف تک نہ کیا۔ اس سے بڑھ کر وعدہ وفائی کیا ہو گی؟

3۔ نبی اکرم ﷺ:

نبی اکرم ﷺ وعدہ وفا تھے، وعدہ پورا کیا کرتے تھے، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

❁ ہرقل کے دربار میں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہرقل کا مکالمہ ہوا، ہرقل نے پوچھا کہ وہ نبی محمد ﷺ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں، تو سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ لاَ نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالعَفَافِ، وَالوَفَاءِ بِالعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ

"وہ اس کا حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں، ہ میں ان بتوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے، نماز، صدقہ، پاک بازی و مروت، وفاء عہد اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔" [صحیح بخاری: 2941]

❁ صلح حدیبیہ کی شرائط میں مشرکین مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ

لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا

"ہماری طرف سے جو شخص تمھاری طرف آئے، اگرچہ وہ تمھارے دین پر ہو، اس کو آپ نے ہماری طرف واپس کرنا ہو گا۔"

مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ ! وہ کس لیے مشرکوں کے حوالے کیا جائے جبکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے؟ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ مکہ کی نشیبی طرف سے آتے ہوئے معلوم ہوئے یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں پہنچ گئے۔ سہیل نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے پہلی بات جس پر ہم صلح کرتے ہیں کہ اس کو مجھے واپس کر دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا۔" سہیل نے کہا: تو پھر اللہ کی قسم! میں تم سے کسی بات پر صلح نہیں کرتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھا تم اس کی مجھے اجازت دے دو۔" سہیل نے کہا: میں تمھیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرز سے فرمایا: "نہیں، تم مجھے اس کی اجازت دے دو۔" اس نے کہا: میں نہیں دوں گا۔ مکرز بولا: اچھا ہم آپ کی خاطر اس کی اجازت دیتے ہیں۔ (مگر اس کی بات نہیں مانی گئی۔) بالآخر حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ بول اٹھے۔ اے مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں؟ در حقیقت اسلام کی راہ میں اسے سخت تکلیف دی گئی تھی۔ (پھر اس کو واپس بھیج دیا گیا) [صحیح بخاری: 2731]

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس تشریف لا کر مطمئن ہو چکے تو ایک مسلمان جسے مکہ میں اذیتیں دی جا رہی تھیں چھوٹ کر بھاگ آیا۔ ان کا نام ابو بصیر تھا۔ وہ قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔ اور قریش کے حلیف تھے۔ قریش نے ان کی واپسی کے لیے دو آدمی بھیجے اور یہ کہلوایا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو عہد و پیمان ہے اس کی تعمیل کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا۔ یہ دونوں انہیں ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ اور ذُو الحلیفہ پہنچ کر اترے، اور کھجور کھانے لگے۔ ابو بصیر نے ایک شخص سے کہا: اے فلاں! اللہ کی

قسم! میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری یہ تلوار بڑی عمدہ ہے۔ اس شخص نے اسے نیام سے نکال کر کہا: ہاں ہاں! واللہ یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ ابو بصیر نے کہا: ذرا مجھے دکھلاؤ، میں بھی دیکھوں۔ اس شخص نے ابو بصیر کو تلوار دے دی۔ اور ابو بصیر نے تلوار لیتے ہی اسے مار کر ڈھیر کر دیا۔

دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں گھس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: اس نے خطرہ دیکھا ہے۔ وہ شخص نبی ﷺ کے پاس پہنچ کر بولا: میرا ساتھی اللہ کی قسم قتل کر دیا گیا۔ اور میں بھی قتل ہی کیا جانے والا ہوں۔ اتنے میں ابو بصیر آ گئے۔ اور بولے: یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا۔ آپ نے مجھے ان کی طرف پلٹا دیا۔ پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی ماں کی بربادی ہو۔ اسے کوئی ساتھی مل جائے تو یہ تو جنگ کی آگ بھڑکا دے گا۔ یہ بات سن کر ابو بصیر سمجھ گئے کہ اب انہیں پھر کافروں کے حوالے کیا جائے گا۔ اس لیے وہ مدینہ سے نکل کر ساحل سمندر پر آ گئے۔ ادھر ابو جندل بن سہیل بھی چھوٹ بھاگے اور ابو بصیر سے آ ملے۔ اب قریش کا جو آدمی بھی اسلام لا کر بھاگتا وہ ابو بصیر سے آ ملتا۔ یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔

اس کے بعد ان لوگوں کو ملک شام آنے جانے والے کسی بھی قریشی قافلے کا پتہ چلتا تو وہ اس سے ضرور چھیڑ چھاڑ کرتے اور قافلے والوں کو مار کر ان کا مال لوٹ لیتے۔ قریش نے تنگ آ کر نبی ﷺ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ آپ انہیں اپنے پاس بلا لیں۔ اور اب جو بھی آپ کے پاس جائے گا مامون رہے گا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے انھیں بلوا لیا اور وہ مدینہ آ گئے۔ [صحیح بخاری: 2731]

❁ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریش نے مجھے (صلح حدیبیہ میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی،

میں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں ان کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ، وَلَكِنْ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ

”میں نہ تو بدعہدی کرتا ہوں اور نہ ہی قاصدوں کو گرفتار کرتا ہوں، تم واپس جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہی چیز رہی جو اب ہے تو آجانا۔“

ابورافع کہتے ہیں: میں قریش کے پاس لوٹ آیا، پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔[ابوداؤد:2758 صحیحہ الالبانی]

❁ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں میرے شامل نہ ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں اور میرے والد حُسَیل رضی اللہ عنہ (جو یمان کے لقب سے معروف تھے) دونوں نکلے تو ہمیں کفار قریش نے پکڑ لیا اور کہا: تم محمد ﷺ کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ان کے پاس جانا نہیں چاہتے، ہم تو صرف مدینہ منورہ جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے اللہ کے نام پر یہ عہد اور میثاق لیا کہ ہم مدینہ جائیں گے لیکن آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا:

انْصَرِفَا، نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَنَسْتَعِينُ اللهَ عَلَيْهِمْ

”تم دونوں لوٹ جاؤ، ہم ان سے کیا ہوا عہد پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے۔“[صحیح مسلم:4639]

❁ آنحضرت ﷺ دشمن کے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں کی بھی پاسداری کرتے تھے۔ آپ عسکری مہمات کے لیے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ کرتے ہوئے انھیں بھی وعدے کی پاسداری کا حکم فرمایا کرتے تھے۔[صحیح مسلم:4522]

وعدہ وفائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

آقا علیہ السلام کے صحابہ بھی وعدہ پورا کیا کرتے تھے:

سیدنا أبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ العَلاَءِ بْنِ الحَضْرَمِيِّ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: «مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ، فَلْيَأْتِنَا»، قَالَ جَابِرٌ: فَقُلْتُ: وَعَدَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا، فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، قَالَ جَابِرٌ: فَعَدَّ فِي يَدِي خَمْسَ مِائَةٍ، ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ، ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس (بحرین کے عامل) علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مال آیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ جس کسی کا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی قرض ہو، یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے وعدہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مال مجھے عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھ بڑھائے اور میرے ہاتھ پر پانچ سو پھر پانچ سو اور پھر پانچ سو گن دیئے۔[صحیح بخاری:2683]

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ قبیلہ حمیر سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ (صلح و امن) ہو چکا تھا اور (معاویہ رضی اللہ عنہ ان ایام معاہدہ میں) ان کے علاقوں کی طرف کوچ کر رہے تھے تا کہ جونہی معاہدے کی مدت ختم ہو (اچانک) ان پر چڑھائی کر دیں، تو عربی گھوڑے یا ترکی گھوڑے پر سوار ایک شخص ان کی

طرف آیا۔ "وہ « اللہ اکبر، اللہ اکبر » وفاداری ہو' غدر نہیں' پکارتا آرہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور پوچھا' تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً، وَلَا يَحُلُّهَا، حَتَّى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ

"جس کا دوسری قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس وقت تک کوئی نیا معاہدہ نہ کرے اور نہ اسے ختم کرے جب تک کہ پہلے معاہدے کی مدت باقی ہو یا برابری کی سطح پر اسے توڑنے کا اعلان کر دے۔"

فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ. چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔ [ابوداؤد: 2759 صححہ الالبانی]

وعدہ خلافی کی مذمت

ہماری شریعت میں وعدہ خلافی کی بہت زیادہ مذمت بیان کی گئی ہے:

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ، الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ

"بے شک سب جانوروں سے برے اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنھوں نے کفر کیا، سو وہ ایمان نہیں لاتے۔ وہ جن سے تو نے عہد باندھا، پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ دیتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے۔" [الانفال: 56-55]

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ: "لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ."

"نبی ﷺ نے بہت کم ہمیں کوئی خطبہ ایسا دیا ہے جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ اس شخص کا ایمان نہیں جس کے پاس امانت داری نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جس کے پاس وعدہ کی پاسداری نہ ہو۔"[مسند احمد:12567 حسن]

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

"منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"[صحیح بخاری:33]

❁ عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما نَقَضَ قومٌ العهدَ قطُّ إلا كان القتلُ بينهم، وما ظهرت فاحشةٌ في قومٍ قط إلا سلَّطَ اللهُ عزَّ وجلَّ عليهم الموتَ، ولا منع قومٌ الزكاةَ إلا حبسَ اللهُ عنهم القطرَ

"جو قوم عہد توڑتی ہے اس میں قتل عام ہو جاتا ہے، جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر موت مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ اس سے بارش روک لیتا ہے۔"[سلسلہ صحیحہ:1405]

❁ عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْغَادِرَ يَنْصِبُ اللهُ لَهُ لِوَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: أَلَا هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ

"بدعہدی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اللہ ایک جھنڈا نصب کرے گا اور کہا جائے گا: سنو! یہ فلاں کی عہد شکنی (کا نشان) ہے۔"[صحیح مسلم:4531]

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"ہر دغاباز کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جو اس کی دغابازی کی علامت کے طور پر (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا۔" [صحیح بخاری: 3188]

❁ سیدنا أبو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ

"عہد شکنی کرنے والے ہر شخص کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جو اس کی بدعہدی کے بقدر بلند کیا جائے گا، سنو! عہد شکنی میں کوئی عوام کے (عہد شکن) امیر سے بڑا نہیں ہو گا۔" [صحیح مسلم: 4538]

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ

"تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔" [صحیح بخاری: 2227]

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ہمارے خطباتِ جمعہ اور دروس حاصل کرنے لیے رابطہ کریں۔

کال / واٹس ایپ

0301-1263168

0306-9230439

0300-8282509